انتخابی مہم کے دس منکرات

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

انتخابات کا ہنگامہ ہمارے معاشرے میں بے شمار گناہوں اور بدعنوانیوں کا ایسا طوفان لے کر آتا ہے جس کی ظلمت پورے ماحول پر چھا جاتی ہے اور اس میں شریعت، اخلاق، شرافت ومروت کی بنیادوں پر اتنی متواتر ضربیں لگتی ہیں کہ پورا ملک لرز کر رہ جاتا ہے، ان گناہوں اور بدعنوانیوں کا انتہائی افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ دلوں سے ان گناہوں کے گناہ ہونے کا احساس بھی مٹتا جارہا ہے اور اقتدار طلبی کی اس اندھی دوڑ میں سب کچھ شیر مادر بن کر رہ گیا ہے اور چوں کہ معاشرے میں ان برائیوں کا چلن کسی روک ٹوک کے بغیر اتنا عام ہوگیا ہے کہ اب کوئی ان برائیوں کے خلاف بولتا بھی نہیں، اس لئے ایسے حضرات کو بھی ان کے برا یا گناہ ہونے کا خیال ہی نہیں آتا، جن کی نیت جان بوجھ کر برائی کرنے کی نہیں ہوتی، لہٰذا آج کی محفل میں ایسی چند برائیوں کا ذکر اس جذبے سے کیا جارہا ہے کہ جو اللہ کا بندہ ان سے بچ سکے وہ بچ جائے اور دوسرے حضرات کے دل میں کم از کم ان کے گناہ اور برائی ہونے کا احساس پیدا ہوجائے۔

(۱)......انتخابات کے تعلق سے جو گناہ اور منکرات ہمارے ماحول میں پھیلے ہوئے ہیں، ان سب کی بنیادی جڑ تو اقتدار کی ہوس اور کسی منصب تک پہنچنے کی حرص ہے، جس کا جواز تلاش کرنے کے لئے بعض اوقات ملک وملت کی خیر خواہی کی معصوم تاویل کرلی جاتی ہے، حالاں کہ حکومت واقتدار کے بارے میں قرآن وسنت کی ہدایات یہ ہیں کہ وہ کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہے جس کی طرف لپکنے میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کی جائے، بلکہ یہ دنیا وآخرت کی ذمہ داری کا وہ جوا ہے جسے گردن پر رکھنے سے پہلے انسان کو لرزنا ضرور چاہئے اور شدید مجبوری کے بغیر اپنے آپ کو اس آزمائش میں نہ ڈالنا چاہئے، یہی وجہ کہ جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان کے صاحب زادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خلافت کے لئے نامزد کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے ایک جواب یہ بھی دیا کہ

''ذمہ داری کا طوق خطاب کے خاندان میں بس ایک ہی شخص (یعنی خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے گلے میں پڑ تو گیا ہے، میں اپنے بیٹے کے گلے کو اس سے گراں بار کرنا نہیں چاہتا۔''

اگر کسی شخص کے دل میں واقعتاً اس گراں بار ذمہ داری کا کماحقہ احساس ہو تو بے شک اس کا جائزہ ذرائع سے اقتدار تک پہنچنا ملک وملت کی خیر خواہی کے جذبے سے ہوتا ہے، جو اس کی ادا ادا سے جھلکتا ہے اور اس کے نتیجے میں بھی وہ خرابیاں، بدعنوانیاں اور گناہ وجود میں نہیں آتے، جن کے زہریلے اثرات سے آج کی سیاسی فضا مسموم ہے۔ لیکن جب اقتدار کو ایک منفعت، ایک لذت اور ایک مادی مفاد سمجھ لیا جائے اور اسے حاصل کرنے کے لئے تن من دھن کی ساری طاقتیں لٹائی جانے لگیں تو یہ اقتدار کی وہ حرص ہے جس کے بطن سے خیر وفلاح برآمد نہیں ہو سکتی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ گناہوں، برائیوں، خود غرضیوں اور بدعنوانیوں کو جنم دے کر معاشرے میں شر اور فساد کو پھیلاتا ہے۔

(۲)......اسی شر وفساد کا ایک حصہ یہ ہے کہ ہماری انتخابی مہمات میں ایک دوسرے پر الزام تراشی اور بہتان طرازی کو شیر مادر سمجھ لیا گیا ہے، اپنے مقابل کو چت کر کے اپنی فتح کا ہاتھ بلند کرنے کے لئے اس پر بلا تحقیق ہر قسم کا الزام عائد کرنا حلال وطیب قرار پا چکا ہے، بلکہ یہ اس سیاسی جنگ کا لازمی حصہ ہے جس کے بغیر سیاسی فتح کو ناممکن سمجھا جاتا ہے۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی برا ہو، لیکن اس پر کوئی ایسا الزام عائد کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، جس کی سچائی کی مکمل تحقیق نہ ہو چکی ہو، لیکن انتخابی جلسوں کی شاید ہی کوئی تقریر اس قسم کے بلا تحقیق الزامات سے خالی ہوتی ہو جو بہتان کے گناہ کبیرہ میں داخل ہیں پھر بعض اوقات اس بہتان طرازی کے لئے اتنی گھٹیا اور بازاری زبان استعمال کی جاتی ہے کہ وہ دشنام طرازی کا گناہ بھی سمیٹ لیتی ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان کی جان، مال اور آبرو کو کعبۃ اللہ سے زیادہ مقدس قرار دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کی جان، مال یا آبرو پر ناروا حملہ (معاذ اللہ) کعبے کے جوش میں مد مقابل کا کعبۂ آبرو گلی گلی میں ڈھایا جاتا ہے اور اخباروں کے صفحات سے لے کر انتخابی جلسوں اور کارنر میٹنگز تک کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جو بہتان تراشی اور دشنام طرازی کی عفونت سے بدبودار نہ ہو۔

(۳)......پھر چوں کہ انتخابات کا موقع ایسا ہوتا ہے کہ کسی امیدوار کے بارے میں حقائق منظر عام پر لانے کی واقعی ضرورت بھی ہوتی ہے، تاکہ عوام کو دھوکے اور نقصان سے بچایا جا سکے، اس لئے کسی امیدوار کے حقیقی اوصاف بیان کرنے کی توجیہ کی جا سکتی ہے، لیکن اس کے لئے اول تو یہ ضروری ہے کہ کوئی بات ضروری تحقیق کے بغیر نہ کہی جائے اور دیانت داری اور انصاف سے ہر حال میں کام لیا جائے، دوسرے یہ بھی ضروری ہے کہ ناگوار فریضہ صرف بقدر ضرورت ہی انجام

دیا جائے، اسے محض مزے لینے اور مجلس آرائی کا ذریعہ نہ بنایا جائے، ورنہ اگر وہ بہتان نہ ہو، تب بھی غیبت کے اس گناہ عظیم میں داخل ہے جسے قرآن کریم نے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں کسی شخص نے حجاج بن یوسف کی برائیاں بیان کرنی شروع کر دیں، حجاج کا ظلم و ستم لوگوں میں مشہور تھا لیکن چوں کہ اس مقام پر برائی کرنے کا کوئی صحیح مقصد یا فائدہ نہیں تھا، اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"یہ غیبت ہے اور اگر حجاج نے بہت سے لوگوں پر ظلم کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب ہر شخص کے لئے اس کی غیبت حلال ہو گئی ہے، یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اگر حجاج سے بے گناہوں کے خون کا حساب لے گا تو اس کی ناروا غیبت کا بھی حساب لے گا"۔

(۴)...... دوسروں کی برائی اور ان پر الزام تراشی کے علاوہ انتخابات میں کامیابی کے لئے یہ بھی ضروری سمجھا جاتا ہے کہ منہ بھر بھر کر خود اپنی تعریف اور اپنی خدمات کا مبالغہ آمیز تذکرہ کیا جائے، یاد رکھئے، خودستائی، نام و نمود اور دکھاوے کو مذہب و اخلاق کے ہر نظام میں گناہ یا کم از کم برا ضرور سمجھا گیا ہے، لیکن ہماری انتخابی سیاست کے مذہب میں یہ عمل کسی قید و شرط کا پابند نہیں رہا۔

(۵)...... عوام کو ووٹ دینے پر مائل کرنے کے لئے یہ بھی لازمی سمجھ لیا گیا ہے کہ ان سے سوچے سمجھے بغیر خوشنما وعدے کئے جائیں، وعدہ کرتے وقت اس بات سے بحث نہیں ہوتی کہ ان کو پورا کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ اور اقتدار حاصل ہونے کے بعد وہ کس طرح روبہ عمل لائے جاسکیں گے؟ مسئلہ صرف یہ ہے کہ وعدوں کے نیلام میں کس طرح دوسروں سے بڑھ چڑھ کر بولی لگائی جائے؟ ہم برسر اقتدار آ کر غریبوں کی قسمت بدل دیں گے، ہم پسماندہ علاقوں کو پیرس کا نمونہ بنا دیں گے، ہم ہر ضلع میں ایک ہائی کورٹ قائم کر دیں گے، ہم غربت اور جہالت کا خاتمہ کر دیں گے؟ اس قسم کے بلند و بانگ دعوے اخباری بیانات سے لے کر تقریروں تک ہر جگہ سنائی دیتے ہیں اور ان جھوٹے وعدوں اور دعووں کے ذریعے سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(۶)...... جلسے جلوس اور اشتہار بھی انتخابی سرگرمیوں کا ایک لازمی حصہ ہیں، اگر یہ جلسے جلوس اخلاقی شرافت کی حدود میں ہوں تو ناجائز بھی نہیں، لیکن جلسے جلوسوں میں غنڈہ گردی روزمرہ کا معمول بن چکی ہے، جس کے نزدیک سیاسی حریفوں کی جان، مال اور آبرو کوئی قیمت نہیں رکھتی، چنانچہ جس کا داؤ چل جائے وہ دوسروں کو زک پہنچانے میں کسر نہیں چھوڑتا۔

(۷)...... پھر بعض اوقات انتخابی جلسے جلوس ایسے عام اور مصروف راستوں پر منعقد کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے شہر کی آبادی کے لئے نقل و حرکت محال ہو جاتی ہے اور ٹریفک کا ایسا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے جو بے گناہ شہریوں کو عذاب میں

مبتلا کر دیتا ہے، نہ جانے کتنے ضعیف اور بیمار لوگ اس قسم کی بدنظمی کی وجہ سے اپنے علاج سے محروم رہ جاتے ہیں، کتنے ضرورت منداپنے روزگار تک نہیں پہنچ پاتے،اس طرح عام گزرگاہوں کو بلاک کر کے نہ جانے کتنے انسانوں کو نا قابل برداشت تکلیف پہنچانے کا گناہ عظیم اس قسم کے جلسے جلوسوں کے حصے میں آتا ہے۔

(۸)......دیواروں کو انتخابی نعروں سے سیاہ کرنا اور شخصی اور سرکاری عمارتوں پر اشتہارات چسپاں کرنا بھی انتخابی مہم کا جزولاینفک ہے جس کے نتیجے میں شہر کی بیشتر عمارتیں متضاد نعروں اور اشتہارات سے داغ دار نظر آتی ہیں اور کسی اللہ کے بندے کو یہ خیال نہیں آتا کہ کسی دوسرے کی عمارت کو اس کی مرضی کے بغیر استعمال کر کے اس کا حلیہ بگاڑنا درحقیقت چوری اور غصب کے مترادف ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

’’کہ کسی دوسرے کی ملکیت کو اس کی خوش دلی کے بغیر استعمال کرنا حلال نہیں۔‘‘

عمارتیں اور دیواریں کسی نہ کسی کی ملکیت ہوتی ہیں اور ان کو اپنے اشتہار کے لئے استعمال کرنا مالک کی اجازت کے بغیر حرام ہے، چہ جائے کہ ان کو خراب اور بدنما بنانا، لیکن غربت اور جہالت کے خاتمے کے دعوے دار بے تکان اس چوری اور غصب کا ارتکاب کرتے ہیں اور اگر کوئی شریف انسان اس عمل سے روکنے کی کوشش کرے تو اسے پتھروں اور فائرنگ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(۹)......ووٹوں کی خرید وفروخت اور اس غرض کے لئے لوگوں کو رشوت دینا اور جن لوگوں کے قبضے میں بہت سے ووٹ ہوں، ان کے ناجائز کام کرادینا، اس کا وعدہ کر لینا ایک مستقل جرم ہے، جو خدا اور آخرت سے بے فکر امیدواروں میں بہ کثرت رائج ہے اور اس نے معاشرے کو اخلاقی تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔

(۱۰)......ظاہر ہے کہ ساری انتخابی مہم چلانے کے لئے ہر جماعت کو کروڑوں روپیہ درکار ہوتا ہے، اس کروڑوں روپے کے سرمائے کے حصول کے لئے جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں ان میں غیر ملکی طاقتوں سے گٹھ جوڑ اور ان کی دی ہوئی لائن پر کام کرنا ایک ایسی بیماری ہے جو ملک کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے اور جو لوگ باہر سے سرمایہ حاصل نہیں کرتے، یا نہیں کر پاتے، وہ اپنے ہی ملک کے بڑے بڑے دولت مند افراد سے اپنی جماعتوں کے لئے چندہ وصول کرتے ہیں اور بسا اوقات یہ چندہ درحقیقت اس بات کی رشوت ہوتا ہے کہ برسر اقتدار آنے کے بعد چندہ دینے والوں کو خصوصی مراعات دی جائیں گی اور اگر وہ دینے سے انکار کریں تو انہیں طرح طرح سے تنگ کیا جاتا ہے، جو جماعت جتنی طاقت ور ہوتی ہے اور اس کے اقتدار میں آنے کے جتنے زیادہ امکانات ہوتے ہیں، ان کی چندے کی اپیل اتنی ہی زیادہ موثر ہوتی ہے۔

یہ دس موٹے موٹے گناہ محض مثال کے طور پر ذکر کئے گئے ہیں، لیکن اگر آپ باریک بینی سے غور فرمائیں تو نظر آئے گا کہ ان میں سے ہر گناہ بذات خود بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے اور انتخابی مہم کے دوران اسی قسم کے نہ جانے کتنے

گناہوں کا ارتکاب دھڑلے سے ہوتا ہے، اب غور فرمائیے کہ جن حکومتوں کی بنیاد میں جھوٹ، الزام تراشی، بہتان، غیبت، خودستائی، جھوٹے وعدوں، دوسروں کے ساتھ غنڈہ گردی، مخلوق خدا کی ایذارسانی، دوسروں کی املاک پر ناجائز تصرف جیسے عظیم گناہ داخل ہوں، ان سے ملک وملت کو سکھ چین کس طرح نصیب ہو؟ اور جس ماحول میں ان گناہوں کی ظلمت چھائی ہوئی ہو، وہاں سے خیر وفلاح کی روشنی نمودار ہونے کی کیا توقع رکھی جائے؟

لیکن ان گزارشات کا مقصد محض تنقید برائے تنقید نہیں، نہ اس کا منشا یہ ہے کہ لوگوں میں مایوسی پھیلائی جائے بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ کم از کم ہم اپنی بیماری سے آگاہ تو ہوں اور ان میں سے جس کسی بیماری کا سدباب اپنی قدرت میں ہو اس سے دریغ نہ کریں اور کم از کم عام مسلمان کو ان گناہوں سے محفوظ رہنے کا اہتمام کریں جن میں وہ بعض اوقات نادانستہ طور پر مبتلا ہو جاتے ہیں، یہ سمجھنا کہ اس ہنگامہ خیز طوفان میں ایک تنہا شخص خود کسی برائی سے رک جائے تو اس سے معاشرے پر مجموعی طور سے کیا اثر پڑے گا؟...... یاد رکھئے کہ معاشرے سے گندگی جس چھوٹی چھوٹی مقدار میں بھی کم ہو، غنیمت ہے، کیوں کہ معاشرہ درحقیقت افراد ہی کے مجموعے سے عبارت ہے، یہاں چراغ سے چراغ جلتا ہے، لہٰذا بعض اوقات کسی ایک شخص کا عزم وہمت بھی معاشرے کی تبدیلی میں فیصلہ کن کردار ادا کرسکتا ہے۔

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا